علمائے اہلسنّت
سے
روح اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ
کی
فریاد

نتیجۂ فکر

سید ظہیر الدین خان قادری برکاتی نوری رضوی

محلہ پورہ ہیرامن، متصل نئی سڑک، کانپور

ہدیۂ کتاب ۲۰۸۰۰۱

کم از کم سو بار بارگاہِ رسالت میں درود شریف

اس کتاب کا ایک ایک لفظ غور طلب ہے۔

علمائے اہلسنت سے

روح اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی فریاد

رب تبارک وتعالیٰ نے سرزمین ہند کو ایک انتہائی جلیل القدر آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت عطا فرمایا جن کا نام نامی اسم گرامی حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ ہے۔ اس عطائے مولیٰ پر ہم جس قدر شکر الٰہی بجا لائیں کم ہے لیکن من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ بارگاہ الٰہی میں بھی ناشکرا ٹھہرتا ہے۔ اس لئے ہماری یہ ذمے داری ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ اور کمالات علمیہ کا بھرپور تعارف نئی نسل میں کرائیں کسی حد تک کوشش ضرور کی گئی ہے، لیکن حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا، اکثر شیدایان وفدایان مسلک احمد رضا خود ان کی پاکیزہ زندگی سے کما حقہ واقف نہیں ہیں، ان کی حیات طیبہ کو جدید تعلیم یافتہ حضرات کے ذہن وفکر کو مدنظر رکھ کر مرتب نہیں کیا جا سکا ہے۔ اس رسالے کا مقصد ان خلا کو پر کرنے کی طرف کو توجہ دلانا ہے، ہمارے اس محسن عظیم کی خدمات جمیلہ اور بے مثال علمی کمالات کا اعتراف اور ان کی پاکیزہ زندگی کے حالات اس طرح مرتب کرنا ضروری ہیں کہ مخالفین کو کسی پہلو سے اعتراض کا موقع نہ مل سکے۔

جدید تعلیم یافتہ نوجوان منطقی ذہن رکھتے ہیں وہ ہر امر کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتے ہیں عقل سے بالاتر بات انہیں متاثر نہیں کرتی بلکہ الٹے متنفر ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا تعارف اس زاویے کو پیش نظر رکھ کر ہو، اعلیٰ حضرت کے تقریباً تمام سوانح نگاروں نے اس کا لحاظ نہیں کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر جدید تعلیم یافتہ حضرات مسلک، اعلیٰ حضرت کی پیروی سے محروم ہیں، لیکن ہمارا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ ان کی ذہنیت اور ان کے رجحان کو خصوصاً مدنظر رکھیں، کہ ہماری نئی نسل مسلک اعلیٰ حضرت سے قریب ہو ممکن ہے آپ میری اس مہم گزارش کی تفصیل جاننا چاہتے ہوں تو میں اپنی بات کی توضیح کے لئے چند مثالیں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

اکثر سوانح نگاروں نے ایک قصہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بچپن کا نقل کیا ہے، ساڑھے تین سال کی عمر میں حضرت اپنے گھر کے چبوترے پر کھڑے ہوئے تھے، انہوں نے صرف ایک بڑا سا کرتا زیب تن کیا ہوا تھا، سامنے سے طوائفیں آ رہی تھیں تو انہوں نے اپنا کرتا اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں، طوائفوں نے کہا واہ منے میاں آنکھیں چھپالیں مگر ستر ننگا کر دیا۔

اعلیٰ حضرت نے ساڑھے تین سال کی عمر میں جواب دیا

"جب نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے۔ اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔"

یہ قصہ کسی باشعور قاری کو ہرگز متاثر نہیں کر سکتا، پڑھا لکھا آدمی کیسے یقین کرے گا کہ ساڑھے تین سال کا بچہ طوائفوں کی زندگی کے بارے میں اتنی گہری واقفیت رکھتا ہوگا کہ نظر کے بہکنے اور ستر بہکنے جیسے الفاظ زبان سے نکالے، سوانح نگار حضرات یہ کیوں بھول گئے کہ انہوں کسی ماہر جنسیات کی زندگی کا تعارف نہیں کرنا ہے بلکہ ایک امام وقت بلکہ ایک مجدد دین کی زندگی عوام کے سامنے رکھنی ہے پر کس

قدر غلط ہے یہ انداز کہ صرف ایک بڑا سا کرتا زیب تن کئے ہوا تھا، لکھ کر یہ تاثر دینا کہ اعلیٰ حضرت بچپن میں ستر چھپانے کے معاملے میں عام بچوں کے مقابلے میں کوئی امتیازی خصوصیت نہیں رکھتے تھے پھر اسی نے ان کی زبان سے ایسی بات کہلوانا جو امام احمد رضا کو ماہر دینیات کے بجائے ماہر جنسیات (نعوذ باللہ) پوز کرے۔ کیا یہ اعلیٰ حضرت کی شان اقدس میں معصومانہ گستاخی نہیں ہے؟ انوار رضا کے مصنف اور سوانح اعلیٰ حضرت کے مصنف جناب بدر صاحب اور دوسرے کئی گرامی قدر حضرات اس جرم کے مرتکب ہیں۔

ہماری عاجزانہ التماس ہے کہ خدارا اس قسم کے واقعات آئندہ ہرگز شائع نہ کئے جائیں تاکہ پڑھا لکھا طبقہ ہم سے مایوس نہ ہو سکے۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے خاندان شریف کا ذکر قلم بند کرتے ہوئے حیات اعلیٰ حضرت کے مصنف نے سخت ٹھوکر کھائی ہے انہوں نے شجرہ نسب اس طرح لکھا ہے:

''احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی'' (حیات اعلیٰ حضرت ۲) چوں کہ حسن اتفاق یا سوئے اتفاق سے نقی علی، رضا علی، اور کاظم علی جیسے نام سنیوں میں رائج نہیں ہیں بلکہ عموماً شیعہ حضرات ہی کے یہاں اس طرح کے نام ہوتے ہیں کوئی بھی شخص شک میں پڑ سکتا ہے کہ کیا معاذ اللہ اعلیٰ حضرت شیعہ خاندان کے پروردہ تھے؟ لہٰذا بہتر یہ تھا کہ شجرہ نسب نہ دیا جاتا آئندہ سوانح نگار اس امر کو ذہن میں رکھے اور والد، دادا اور پردادا کے نام پیش ہی نہ کرے، یا پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم یا اولیائے کرام رحمہم اللہ میں سے چند حضرات کے ایسے ناموں کی نشاندہی کی جائے تاکہ

شیعیت کا الزام نہ ڈالا جا سکے۔

سوانح نگاروں کا فرض ہے کہ وہ عوام کے ذوق اور رجحان کا خیال رکھتے ہوئے حالات زندگی مرتب کریں، مثلاً عموماً عوام یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے امام کا چہرہ نورانی ہو، ان کے بشرے سے تقدس اور انوار ابل رہے ہو، ہمارے سوانح نگاروں نے اس کے بالکل برخلاف لکھ دیا ہے اور کسی پرائے نے نہیں خود اعلیٰ حضرت کے بھتیجے لکھتے ہیں:

''ابتدائی عمر میں آپ کا رنگ گہرا گندمی تھا لیکن مسلسل محنت ہائے شاقہ نے آپ کی رنگت کی آب وتاب ختم کر دی تھی۔ (اعلیٰ حضرت از نسیم بستوی ۳)

ہر شخص جانتا ہے کہ سانولے رنگ کو گندمی رنگ کہتے ہیں۔ پھر یہ لکھنا کہ گہرا گندمی رنگ تھا۔ اعلیٰ حضرت پر ایک قسم کا ظلم عظیم یہ کیا گیا کہ آپ کی رنگت کی آب وتاب ختم'' ہونے کا اعلان کر دیا۔ کاش! کہ یہ الفاظ لکھے ہی نہ جاتے، کیا ضرورت تھی کہ آپ کے چہرہ اقدس کے رنگ کا ذکر کر کے یہ تاثر دیا جائے کہ اعلیٰ حضرت کا بشرہ روحانی کشش سے محروم تھا چہرے کے رنگ اور آب وتاب کے ذکر کے بغیر بھی حیات اعلیٰ حضرت مرتب کی جا سکتی ہے۔ آئندہ تمام سوانح نگار اس امر کا خاص خیال رکھیں

معاملہ صرف چہرے اور رنگ تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ مزید ظلم کیا گیا ہے الملفوظ ہی میں ذکر آ گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی ذائیں آنکھ میں نقص تھا اس میں تکلیف رہتی تھی اور پانی اترنے سے بے نور ہو گئی تھی، طویل مدت تک اس کا علاج کراتے رہے مگر وہ ٹھیک نہ ہو سکی۔ (الملفوظ، ص ۱۶ تا ۱۷)

یہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی شان اقدس کی تعریف ہے یا تنقیص؟ منقبت ہے یا توہین، ایک آنکھ کی بے نوری کا ذکر کرنا کیا ضروری تھا؟ اگر خدانخواستہ ایسی عبارتیں دیوبندی معترضین کے ہاتھ لگ جائیں تو معاذ اللہ پتہ نہیں وہ اس عیب کے تانے بانے کہاں سے کہاں ملا دیں۔ (العیاذ باللہ) معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوا۔

اعلیٰ حضرت کے ایک معتقد نے انوار رضا میں ایک ظلم اور کیا ہے، ایک گھریلو واقعہ نقل کر کے آپ کی آنکھ کے اس نقص کا اعتراف کر لیا ہے بلکہ خانگی شہادت مہیا کر دی ہے۔

''ایک مرتبہ ان کے سامنے کھانا رکھا گیا، انہوں نے سالن کھا لیا مگر چپاتیوں کو ہاتھ بھی نہ لگایا، ان کی بیوی نے کہا کیا بات ہے؟ خالی سالن کے شوربے پر کیوں اکتفا کیا۔ چپاتیاں کیوں نہیں نوش کیں۔'' انہوں نے جواب دیا مجھے نظر نہیں آئیں، حالاں کہ وہ سالن کے ساتھ ہی رکھی ہوئی تھی۔ (انوار رضا.321)

یہ واقعہ نقل نہ کیا جاتا تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑتی؟ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا کون سا فضل و کمال اس سے ظاہر ہوا؟ بلکہ الٹے آپ کی ولایت اور کرامت کا صاف انکار محسوس ہوتا ہے کیونکہ ولی کا معیار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ:

''مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطے میں ہے آسمان و جنت و نار، یہ چیزیں محدود و مقید کر لیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ تمام عالم کے پار گزر جائے یعنی مکمل غیب کے حصول کے بغیر کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا۔ (خالص الاعقاد،۵۱)

اب جو شخص یہ پڑھے گا کہ اعلیٰ حضرت کو سامنے کی چپاتیاں نظر نہیں آئیں وہ کیسے

آپکی ولائت کا قائل ہوگا، اس واقعے کے نقل کر دینے سے آپ کی بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی مجروح ہو جاتی ہے، لہٰذا آئندہ سوانح نگار حضرات عقیدت کے جوش میں اس طرح کی حماقتیں نہ کریں۔

حیات اعلیٰ حضرت کے مصنف مولانا ظفر الدین صاحب نے جہاں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے عقیدت و محبت کا والہانہ اظہار فرمایا ہے وہیں وہ تعریف کے پہلو بہ پہلو ایک عیب کا بھی ذکر کرتے ہیں اور وہ بھی کیسا عیب جو صادق القول شخص کو بھی غیر معتبر قرار دے دے میری مراد اس سے حافظے کی کوتاہی" کی طرف اشارہ ہے، شہادت ملاحظہ فرمایئے۔

عرض: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی تو بعض انبیاء شہید کیوں ہوئے۔

یعنی سائل نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا، اور میرے رسول تو بعض انبیاء (علیہم السلام) کی شہادت سے شبہ پیدا ہوا ہے۔ کہ وہ غالب نہیں آسکے تو اعلیٰ حضرت نے جواب ارشاد فرمایا کہ انبیاء (علیہم السلام) شہید ہوئے رسول نہیں ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت کے علم شریف میں یہ بات لازماً تھی کہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

"تو کیا جب تمہارے پاس رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔"

اسی طرح سورہ مائدہ میں ہے کہ جب بھی ان کے پاس رسول وہ بات لے کہ کے آیا جو ان کے نفس کی خواہش تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں۔"

یہ دراصل حافظے کی کمزوری تھی، ورنہ اعلیٰ حضرت کا مقصد ہرگز ان قرآنی آیات کا انکار نہیں تھا کیونکہ ایک آیت کا منکر بھی کافر ہے، اب کوئی ضروری نہیں کہ ہم آئندہ بھی ان غلطیوں کو دہراتے رہیں۔ جدید ایڈیشن الملفوظ کا جب بھی چھپے اسے حذف کر دینا چاہئے تاکہ اعلیٰ حضرت کے دامن پر آیات قرآنیہ کے انکار کا داغ نظر نہ آئے۔

انوار رضا کے مولف کاش! کہ ناقدین کے لئے ایک مزید شہادت مہیا نہ کرتے کہ اعلیٰ حضرت ''بہت تیز مزاج تھے'' (انوار رضا ۳۵۸) یہ عبارت گویا معترضین کو ایک اعلیٰ ہتھیار فراہم کر رہی ہے۔ پھر مقدمہ مقالات رضا میں اس سے بھی زیادہ معذرات لکھی گئی ہے۔

''آپ مخالفین کے حق میں سخت تند مزاج واقع ہوئے تھے اور اس سلسلے میں شرعی احتیاط ملحوظ نہیں رکھتے تھے۔ (مقدمہ، مقالات رضا از کوکب ۳۰، مطبوعہ لاہور)

ایک عام قاری جانتا ہے کہ روحانی بزرگ، نرم مزاج، حلیم اور عفو و درگذر کرنے والے ہوتے ہیں لیکن وہ جب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بارے میں معتقدین ہی کی ایسی عبارتیں پڑھتا ہے کہ آپ سخت تند مزاج تھے'' تو سخت مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے اسے یوں بھی نہیں سمجھایا جا سکتا کہ وہ مخالفین کے حق میں سخت تند مزاج تھے کیونکہ شرعی احتیاط ملحوظ نہ رکھنے کے الفاظ نے اس تاویل کا موقع باقی نہیں رکھا، اس سلسلے میں مولانا ظفر الدین بہاری صاحب نے تو ظلم کی حد کر دی۔ یہ عبارت پڑھ کر تو خون کھول گیا۔

یہی وجہ تھی کہ لوگ ان سے متنفر ہونا شروع ہو گئے۔ بہت سے ان کے مخلص

دوست بھی ان کی اس عادت کے باعث ان سے دور ہوتے چلے گئے۔ان میں سے مولوی محمد یٰسین بھی ہیں جو مدرسہ اشاعۃ العلوم کے مدیر تھے اور جنہیں احمد رضا اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے وہ بھی ان سے علیحدہ ہو گئے۔''مزید'' اس پر مستزاد یہ کہ مدرسہ مصباح التہذیب جو ان کے والد نے بنوایا تھا۔ وہ بھی ان کی ترش روئی، سخت مزاجی، بذات لسانی اور مسلمانوں کی تکفیر کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور اس کے منتظمین ان سے کنارہ کشی کر کے وہابیوں سے جا ملے اور حالت یہ ہو گئی تھی کہ بریلویت کے مرکز میں امام احمد رضا کی حمایت میں کوئی مدرسہ نہ رہا۔(حیات اعلیٰ حضرت ۲۱۱)

ایک اور عبارت بھی انتہائی خطرناک ہے۔

''اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالحق خیر آبادی سے منطقی علوم سیکھنا چاہا لیکن وہ انہیں پڑھانے پر راضی نہ ہوئے، اس کی وجہ یہ بیان کی کہ احمد رضا مخالفین کے خلاف نہایت سخت زبان استعمال کرنے کی عادی ہیں۔(حیات اعلیٰ حضرت ۳۲، انوار رضا ۳۵۷)

کہتے ہیں کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے، یہاں مولوی ظفر الدین بہاری صاحب نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے نادان دوست کا رول انجام دیا ہے، کاش! کہ وہ اس طرح کی باتیں پبلک میں لانے سے قبل اس کا ردعمل سوچتے؟ ہمیں تو امام احمد رضا کو بحیثیت ایک عظیم مجدد اور ولی کامل پیش کرنا ہے۔ بدمزاجی، کے اس مکروہ چہرے میں ولایت کا نور کیسے نظر آ سکتا ہے؟ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے مخالفین نے اب تک اس پہلو سے کوئی اعتراض وارد نہیں کیا ورنہ ہمارے علمائے اہل سنت

کے لئے عوام کے سامنے جواب دہی مشکل ہو جاتی خدارا فوری طور پر ان تحریروں کو ضائع کر دیجئے جو اعلیٰ حضرت کو معاذ اللہ بد مزاج، ترش رو، سخت مزاج اور بد خو ثابت کرتی ہیں۔

سبحان السبوح، اعلیٰ حضرت کی مشہور و معروف تصنیف ہے، لیکن اس کی عبارتیں اعلیٰ حضرت کی شان کے مطابق نہیں ہیں جدید نسل کو اگر ان کا معتقد بنانا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنا بند کر دیں کیونکہ اس کی عبارتیں وہی وہانوی اور سعادت حسن منٹو سے بھی زیادہ فحش ہیں نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

"تمہارا خدا رنڈیوں کی طرح زنا کرائے ورنہ دیوبند کی چکلے والیاں اس پر ہنسیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر نہ ہو سکا۔"

پھر ضروری ہے کہ تمہارے خدا کی زن بھی ہو، اور ضروری ہے کہ خدا کا آلہ تناسل بھی ہو، یوں خدا کے مقابلے میں ایک خدا من مانی پڑے گی۔ (سبحان السبوح ۱۲۲)

ممکن ہے اعلیٰ حضرت نے کسی خاص حکمت اور مصلحت کے تحت یہ عبارتیں رقم تھما دی ہوں لیکن اس سے مسلک اعلیٰ حضرت کی مقبولیت میں بڑا زبردست روڑا آ جاتا ہے۔ نئی نسل ان عبارتوں سے بدکتی ہے اور مخالف کیمپ میں چلی جاتی ہے۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ، سبحان السبوح، نامی کتاب کے بارے میں تمام علمائے کرام متفقہ طور پر یہ اعلان کر دیں کہ یہ کتاب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی نہیں ہے، اس کتاب کی اشاعت موقوف کر دی جائے۔ ممکن ہے ہمارے اس مشورے پر آپ کے

ذہن میں شبہ پیدا ہو کہ فتاویٰ رضویہ میں بھی اس طرح کی تمام عبارتیں موجود ہیں جنہیں پڑھ کر سر شرم سے جھک جائے تو کیا اس کی اشاعت بھی موقوف کر دی جائے؟ اس کا جواب یہ ہوگا کہ فتاویٰ رضویہ عام لوگ نہیں پڑھتے، اس لئے اس میں ان عبارتوں کی موجودگی باعث تشویش نہیں ہے تاہم اگر فتاویٰ رضویہ کا جدیدی اڈیشن شائع کرنے کی نوبت آئے تو اس میں سے بھی اللہ رب العزت کی شان عالی میں لکھے ہوئے تمام نازیبا کلمات نکال دینا بہتر ہے۔

کانپور کے چند علمائے کرام سے جب اس موضوع پر گفتگو ہوئی تو ان کو سبحان السبوح سے پیچھا چھڑانے کی تجویز قابل عمل نہیں محسوس ہوئی چونکہ انہیں پتہ نہیں تھا کہ حدائق بخشش حصہ سوم کو کس طرح غائب کر دیا گیا ہے انہیں جب پوری تفصیل بتلائی گئی کہ حصہ سوم میں ام المومنین عائشہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں ایسے اشعار آ گئے ہیں جن کا مفہوم نازیبا نکلتا ہے تو اس کتاب کو خاموشی کے ساتھ نابود کر دیا گیا اسی طرح سبحان السبوح کتاب کو غائب کر دینا عملاً بالکل ممکن ہے اور ضروری بھی حدائق بخشش حصہ سوم کے صرف تین چار اشعار ہی پر اعتراض کیا گیا تھا اور ان اشعار کا اچھا مطلب بھی شاید نکالا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے پوری کتاب سے دنیائے سنیت کو محروم رکھنا ضروری نہیں تھا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ علمائے اہل سنت ان اشعار کی بہتر توجیہ و تاویل کر لیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ بیس پچیس سال قبل بمبئی شہر میں اس سلسلے میں ایک شورش برپا ہوئی تھی اور لوگوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر محبوب ملت مولانا محبوب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس زمانے میں کسی بڑی مسجد میں امامت و خطابت کے منصب پر فائز تھے انہوں نے اپنی امامت بچانے کی خاطر ان

اشعار کے شائع کرنے کی ذمہ داری کی بناء پر معافی طلب کر لی۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح انہوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر عائد الزام کی تصدیق وتوثیق کر کے ایک بھیانک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کی بناء پر ساری دنیائے اسلام بدنام زمانہ رشدی ملعون پر برافروختہ ہوئی رہی جرم اعلیٰ حضرت کے لئے قبول کر لینا مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے زہر قاتل ہے، اس لئے ضروری ہے کہ علمائے اہل سنت حدائق بخشش کے ان اشعار کی ایسی توجیہ وتاویل پیش کریں جس سے توہین ام المومنین رضی اللہ عنہا کا الزام عائد ہی نہ ہو سکے۔ علمائے کرام چوں کہ فی الحال حدائق بخشش حصہ سوم سے محروم ہیں اس لئے ہم اعتراض کردہ اشعار کے پورے صفحے کا عکس شائع کر دیتے ہیں بد سے بدتر اشعار کی بھی اچھی تاویل کی جا سکتی ہے۔ ضرورت ہے کہ چند علمائے اہل سنت مل بیٹھیں اور متحدہ طور پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے سر پر سے توہین ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا الزام ہٹائیں۔

اعلیٰ حضرت کی خیر خواہی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اقدس میں ایک کتاب ٹھیک امام احمد رضا کے انداز میں مرتب کی جائے مصنف کی حیثیت سے اعلیٰ حضرت ہی کا نام رکھا جائے تا کہ حدائق بخشش کی وجہ سے جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی ہو جائے اور اعلیٰ حضرت شیعیت کے الزام سے بری ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت کے علمی کارناموں میں ایک خلاء رہ گیا ہے جسے پر کرنا نہایت ضروری ہے ایک سید الکونین ﷺ کی حیات طیبہ پر ایک مبسوط کتاب ٹھیک اعلیٰ حضرت

کے ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کی جائے تا کہ علمائے دیوبند کا یہ اعتراض دفع ہو جائے کہ عظمت رسول اکرم ﷺ تمام تر دعوؤں کے باوجود اعلیٰ حضرت سیرت پاک پر ایک مستقل تصنیف لکھنے کے شرف سے محروم رہے۔ اسی طرح فضائل درود شریف کے موضوع پر غیروں کی بہت سی کتابیں ہمارے سنی عوام ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کو اس کا موقع میسر نہ آ سکا کہ درود شریف کے موضوع پر ایک مستقل تصنیف مرتب کر سکیں اس کمی کو علمائے اہل سنت فوری طور پر پورا کریں۔

نئی نسل کو مسلک اعلیٰ حضرت سے قریب لانے کے لئے ہمارے منظوم کلام پر بھی نظر ڈالنی ضروری ہے کیونکہ بعض اشعار ہمارے یہاں ایسے ہیں جن سے محسوس ہوتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت پر درود بھیجتے ہیں یا اعلیٰ حضرت کو معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کے برابر سمجھتے ہیں یا معاذ اللہ امام احمد رضا خدا سمجھتے ہیں ایسے اشعار کو چھاپنا بند کر دینا چاہئے۔ مثلاً چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

(۱)..... جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا

(۲)..... کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کر دے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

اصل ساقی کوثر تو سرور انبیاء علیہ السلام ہیں اعلیٰ حضرت کو یہ منصب دینا عموماً پسند نہیں کیا جاتا۔

سرور کائنات ﷺ ہی کی ذات اقدس کروڑوں درود کی مستحق ہے اس لئے عوام

اسے ناپسند کرتے ہیں۔

(۳)..... نکیرین آکے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں نا نام احمد رضا خاں کا

نکیرین یہ سوال ہرگز نہیں پوچھیں گے کہ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے اور اس شخصیت کے بارے میں تو کیا رائے رکھتا ہے۔'' اللہ، اسلام اور سرور کونین ﷺ بالترتیب جواب ہیں۔ ان تینوں میں سے کسی جگہ بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا نام باشعور لوگوں کو غلط محسوس ہوتا ہے۔

(۴).....وارث مصطفےٰ نائب مصطفےٰ عاشق مصطفےٰ شاہ احمد رضا
وقت مشکل کہو المدد یا رضا وقت مشکل اسی وقت ٹل جائیگا

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا طرہ امتیاز ہے عظمت سرور انبیاء علیہ السلام لیکن یہ اشعار عظمت اعلیٰ حضرت کے ترجمان ہیں۔

سرور انبیاء علیہ السلام کی عظمت کی جگہ اعلیٰ حضرت کی عظمت کے اشعار قابل انکار بن سکتے ہیں۔

(۵)..... بھکاری آرہے ہیں بھیک لینے
رضا کے در سے باڑہ بٹ رہا ہے

(جمیل قدیری قبالہ بخش)

(۶).....کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا
چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا
گر مصیبت میں کوئی چاہے مدد

دفع فرما دیں بلا احمد رضا
دین و دنیا میں میرے بس آپ ہیں
میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت)

اس طرح کے بیسیوں اشعار ہیں جنہیں پڑھ کر ایک عام دینی ذہن کا شخص یہ تاثر لیتا ہے کہ معاذ اللہ ہم عقیدت مندان اعلیٰ حضرت ان کو سرکار علیہ السلام کے برابر عظمت دیتے ہیں، اس وجہ سے وہ مسلک احمد رضا سے متاثر نہیں ہو پاتے۔ لہٰذا ایسے تمام اشعار متروک قرار دے دیئے جائیں تا کہ نئی نسل مسلک اعلیٰ حضرت کے فیض سے محروم نہ رہے ہمیں امید ہے کہ علمائے اہل سنت ہماری اس تجویز سے متفق ہوں گے۔

اسی طرح الملفوظ میں درج دو واقعات کی جانب توجہ دلاؤں گا۔ صفحہ 149 .150۔

''حافظ الحدیث سید احمد سجلماسی کہیں تشریف لے جا رہے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی، یہ نظر اول تھی، بلا قصد تھی، دوبارہ آپ کی نظر اٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں کہ احمد عالم ہو کر انہیں سیدی احمد سجلماسی کی دو بیویاں تھیں، سیدی عبدالعزیزی دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے رات ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہئے عرض کیا حضور اس وقت وہ سوتی تھی، فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی، عرض کیا

حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔"

اسکول اور کالج کے تعلیمیافتہ نوجوان عموماً طریقت اور تصوف کی گہرائی نہیں جانتے اس لئے ان کے ذہن میں سوالات ابھر آتے ہیں۔

(۱).....سید احمد سجلماسی جیسے عالم، حافظ الحدیث، سید پر یہ الزام ہوتا ہے کہ غیر محرم پر دوسری بار نظر ڈال کر مرتکب زنا بالنظر ہوئے۔ ایسا الزام سراسر سید احمد سجلماسی کی توہین ہے۔

(۲).....حضرت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ وہ مرید اور اس کی بیگم کی ہم بستری کا منظر دیکھ رہے تھے۔

(۳).....تمام شیوخ پر بھی یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ ان کے ہر عمل کے وقت شیخ ساتھ ہوتے ہیں جس سیاق میں یہ بات کہی گئی ہے وہ نوجوانوں کے نزدیک غیر مناسب ہے، لہٰذا الملفوظ میں سے یہ واقعہ نکال دینا بے حد ضروری ہے اسی طرح دوسرا ایک واقعہ بھی حذف کر دینے کے قابل ہے۔ الملفوظ صفحہ ۲۷۸، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔" میں نے خود دیکھا کہ گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس وقت تک اس کا دودھ چھڑایا نہ تھا، ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔"

اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا کہ میں نے "خود" دیکھا قاری کو ان کی ذات اقدس کے بارے میں شبہے میں مبتلا کر دیتا ہے کوئی بھی شخص اعتراض کر سکتا ہے کہ ۱۸، ۲۰ برس

کی جوان لڑکی کو دیکھنے کس لئے تشریف لے جایا کرتے تھے؟ پھر ضعیفہ ماں کے سینے میں دودھ آنا بالکل غیر فطری امر ہے، پھر واقعہ ایک بار کا نہیں ورنہ عبارت یوں ہوئی کہ پچھاڑا اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگی بلکہ بار بار دیکھا ہے اسی لئے فرمایا پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی، ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ عوام کے ذہنوں میں اس قسم کے وساوس اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے لئے پیدا ہوں، لہٰذا الملفوظ سے اس واقعے کو نکال دینے کا ہمارا مشورہ ہے تا کہ کذب بیانی اور زنا بالنظر کے الزامات آپ پر عائد نہ ہوں۔

الملفوظ صفحہ ۱۲ پر ہے۔ ''میرے استاد جناب مرزا غلام احمد قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرزا غلام قادر بیگ کون؟ مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی لہٰذا اس عبارت کو بھی آئندہ اشاعت میں حذف کر دینا چاہئے، کیوں کہ اس عبارت کی بنا مرزا غلام احمد قادیانی کے اہل خاندان سے آپ کا گہرا تعلق ظاہر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ترجمہ قرآن مجید، (کنز الایمان) کے شروع میں فہرست مضامین قرآنی ہے اس کے ذیلی عنوانات ہیں اور ان کے نیچے قرآن کریم کی آیات درج ہیں گویا یہ آیات عنوان سے متعلق ہیں لیکن اس سلسلے میں اکثر آیات غیر متعلق ہیں، مثلاً

صفحہ نمبر ۷ پر ایک عنوان ہے۔ ''محبوبان خدا دور سے سنتے دیکھتے اور مدد کرتے ہیں۔'' اس کے نیچے چند قرآنی آیات ہیں جو گویا یہ ثابت کرتی ہیں کہ محبوبان خدا دور سے سنتے دیکھتے اور مدد کرتے ہیں۔

چوتھے نمبر کی آیت ملاحظہ فرمایئے:

"انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم." (سورہ اعراف آیت نمبر ۲۷)

بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے۔

یہ آیت شریفہ واضح طور پر شیطان کے بارے میں ہے اور عنوان محبوبان خدا کا ہے۔ لہٰذا اس آیت کو اس عنوان سے نکال دینا چاہئے ورنہ شیطان کو محبوبان خدا کہنا واضح کفر ہے، ممکن ہے فہرست مضامین کسی دوسرے بزرگ نے تیار فرمائی ہو، لیکن فہرست کا یہ حال دیکھ کر باشعور پڑھا لکھا طبقہ ترجمہ قرآن مجید پر اعتبار نہ کر سکے گا۔ لہٰذا اس کی اصلاح ضروری ہے۔ اسی فہرست مضامین کا صفحہ ۶ ملاحظہ فرمائیے، عنوان ہے۔ "مردے سنتے ہیں" اس کے نیچے انبیاء علیہم السلام کے متعلق آیات درج ہیں۔ مثلاً صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام انبیائے کرام کے لئے مردے، کا لفظ استعمال کرنا بلاشبہ توہین ہے اور توہین انبیاء کفر ہے۔ ترجمہ قرآن کی فہرست کا یہ حال دیکھ کر کوئی باشعور قاری کسی طرح آگے پڑھنے کی ہمت کر سکتا ہے؟ لہٰذا اس عنوان کو بھی مناسب الفاظ سے بدلنا لازمی ہے۔ آئندہ ایڈیشنوں میں ایسی غلطیاں دوبارہ شامل نہ ہوں اس کی کڑی نگرانی ہونی چاہئے، تاکہ تعلیم یافتہ طبقہ مسلک اعلیٰ حضرت سے مانوس ہو سکے۔

کچھ وصایا شریف کے بارے میں:

جن بزرگوں نے وصایا شریف مرتب کی ہے انہوں نے اس امر کی طرف توجہ نہیں کی کہ عوام ان وصایا کے بارے میں کیا تاثر قائم کریں گے، انہیں اگر ذرا بھی احساس ہوتا کہ اس سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی طنز و طعن اور اعتراض

کا ہدف بنے گی تو وہ ضرور نظر ثانی کرتے وہابیوں کے اعتراضات کی پرواہ نہیں ہے لیکن عوام الناس کے احساسات پر ہماری نظر ہے، عام لوگ سوچتے ہیں کہ غرباء کی امداد کے لئے عموی تاکید کر دی جاتی، کافی تھا لیکن وفات سے صرف دو گھنٹہ قبل انواع واقسام کے کھانوں کی فرمائش برائے فاتحہ ہی سہی، جدید تعلیم یافتہ ذہنوں کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی عقیدت کے جذبے سے محروم رکھتی ہے وہ یہ سوچتے ہیں کہ وصیت کا یہ انداز تمام انبیائے کرام، صحابہ کرام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین سے بالکل مختلف ہے۔ ان اعتراضات کا جواب مولانا یٰسین اختر مصباحی نے مفصل دیا ہے لیکن عموماً لوگ ان کی تحریر سے ناواقف ہیں ہمارے اپنے علمائے اہل سنت میں ایسے حضرات بھی جنہیں پتہ نہیں کہ وصیت کے الفاظ کیا تھے، انکے علم میں اضافے کے لئے ہم پیش کئے دیتے ہیں۔

''اعزا سے گر بطیب خاطر ممکن ہو فاتحہ میں ہفتے میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔

۱..... دودھ کا برف خانہ ساز ۲..... مرغ کی بریانی ۳..... مرغ پلاؤ

۴..... خواہ بکری کا شامی کباب ۵..... پراٹھے اور بلائی۔ ۶..... فیرنی

۷..... اردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم ۸..... گوشت بھری کچوریاں

۹..... سیب کا پانی ۱۰..... انار کا پانی ۱۱..... سوڈے کی بوتل

۱۲..... دودھ کا برف خانہ ساز

اگر انواع واقسام کے ان کھانوں کی فہرست شائع نہ کی جائے تو بہتر ہے باشعور لوگ اسے دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ تاہم مصباحی صاحب کے مفصل جواب

کے باوجود سوڈے کی بوتل کو سوڈے کی بوتلیں کر دینا از حد ضروری ہے۔

وصیت پر دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے وصیت فرمائی کہ رضا حسین حسنین اور تم سب محبت اور اتفاق سے رہو۔ اور حتیٰ الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اس پر مخالفین کا اعتراض یہ ہے کہ اتباع شریعت حتیٰ الامکان اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ باوجود کہ مصباحی صاحب نے بھرپور انداز میں ان جملوں کا دفاع کیا ہے، محض جدید نسل کو مسلک اعلیٰ حضرت سے قریب لانے کی خاطر ان الفاظ کو درست کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

وصیت کے شروع ہی میں حضور پرنور نے فرمادیا تھا کہ شروع نزع کے وقت کاڑد ،لفافے روپیہ پیسہ کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے۔ جنب یا حائض نہ آئے، کتا مکان میں نہ آئے۔

اس میں سے جنب یا حائض اور کتے والا حصہ نکال دینا بہتر ہے، کیونکہ اعلیٰ حضرت کے مکان میں نہ جنبی بغیر غسل کے دوپہر تک گھومتے ہوں گے اور نہ ہی کتوں کی اس کثرت سے آمد ہوگی۔ اس عبارت کی اصلاح کر دینی چاہئے تاکہ جدید تعلیم یافتہ ذہن مسلک اعلیٰ حضرت سے قریب ہو۔

(۱۳)..... تیرہ نمبر کی وصیت جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ورثائے عالی مقام آپس میں جھگڑتے رہتے تھے، ان سے حضرت نے فرمایا کہ "محبت سے رہو جو اس کے خلاف کرے گا اس سے میری روح ناراض ہوگی؟ اسے بھی عوام اعلیٰ

حضرت کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں کیوں کہ تمام اولیائے کرام اور خود سرور کائنات ﷺ نے اتقو اللہ ہی کی وصیت کی ہے، اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا اس پورے حصے کو حذف کر دینا ضروری ہے۔

ایک بہت ہی اہم امر ہے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں وہابی حکمرانوں کے مقرر کردہ وہابی اماموں کی امامت کا مسئلہ اس سلسلے میں حضور مفتی اعظم رضا خان صاحب نے پچاس جید علمائے کرام جن میں مولانا حشمت علی قادری، حضور حامد رضا شہزادہ امام احمد رضا، مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی وغیرہم شامل تھے، ایک فتویٰ مرتب فرمایا تھا جس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

''نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر، مشرک جانتی ہے اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے، ان کے اس عقیدے کی وجہ سے حج کی فرضیت ساقط اور عدم لازم ہے۔'' (تنوری العجة لمن التوالعجة. ص ۱۰)

''اے مسلمانو! ان دنوں آپ پر حج فرض نہیں یا ادا لازم نہیں تاخیر روا ہے اور یہ ہر مسلمان جانتا ہے اور اپنے سچے دل سے مانتا ہے کہ اس نجدی علیہ ماعلیہ کے اخراج کی ہر ممکن سعی کرنا اس کا فرض ہے اور یہ بھی ہر ذی عقل پر واضح ہے کہ اگر حجاج نہ جائیں تو اسے تارے نظر آ جائیں۔ نجدی سخت نقصان عظیم اٹھائیں، ان کے پاؤں اکھڑ جائیں، آپ کے ہاتھ میں اور کیا ہے، یہی ایک تدبیر ہے جو انشاء اللہ کارگر ہو گی۔ (اسی کتاب کا صفحہ ۲) پھر دردمندانہ اپیل بھی ہے۔

''اللہ تعالیٰ سوال کرے گا کہ جب تم پر حج فرض نہ تھا تو تم نے وہاں جا کر ہمارے اور ہمارے محبوبوں کے دشمنوں کو کیوں مدد پہنچائی جب تمہیں التواء تاخیر کی اجازت

تھی اور یہ حکم ہمارے ناچیز بندے اور تمہارے خادم مصطفےٰ رضا نے تم تک پہنچا دیا تھا۔ پھر بھی تم نہ مانے اور تم نے ہمارے اور ہمارے حبیب ﷺ کے دشمنوں کو اپنے مال لٹوا کر ہمارے مقدس شہروں پر ان کا نجس قبضہ بڑھا دیا۔'' (تنوری الحجۃ لمن یجوز التوا ۲۵۱)

افسوس ہے کہ ملت نے اس فتوے کو اہمیت نہیں دی اور ہمارے تمام اہل سنت علماء نے اس کی خلاف ورزی کی ہے، ہر سال ہزاروں مسلمان کروڑوں روپے خرچ کر آتے ہیں اور اس فتوے کی رو سے گناہ مول لیتے ہیں، ہمارا فرض تھا کہ ہم حج، کے ملتوی ہونے کا یہ فتویٰ خود عملاً قبول کرتے اور عوام کو آمادہ کرتے کہ وہ حج ملتوی کریں۔ اب تو عمرے اور حج دونوں کی ریل پیل ہے۔

ہمارے علمائے کرام شاید عوام کی ناراضگی کے ڈر سے اس فتوے پر نہ خود عمل پیرا ہیں اور نہ ہی عوام کو اس سے روشناس کراتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ حکمت اور مصلحت کا تقاضا بھی یہی ہے لیکن مصلحت ایک اور تقاضا بھی کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ:

حرمین شریفین میں باجماعت نماز ادا کرنے پر روکنا بند کر دیا جائے۔ کیونکہ ایک فی صد آدمی بھی ہمارے روکے سے رکتے نہیں بلکہ اکثر بدک جاتے ہیں اور ان کے دل میں مسلک امام احمد رضا سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے، اس طرح وہ مخالفین کے کیمپ کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اس لئے ہمارے تمام اہل سنت کو سوچ سمجھ کر ایسا فیصلہ کرنا چاہئے کہ عوام الناس ہم سے دور نہ بھاگیں۔

اسی طرح ہمارے کفر کے فتوے کے بارے میں ہمیں سوچنا چاہئے۔

ڈاکٹر اقبال کو ہم کافر کہتے ہیں لیکن اکثر مسلمان ان کو علامہ کہتے ہیں۔

مسٹر جناح کو ہمارے بزرگوں نے کافر قرار دیا، لیکن محمد علی جناح صاحب کا مقبرہ آج بیشتر مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے۔

الطاف حسین حالی پر کفر کا فتویٰ ہے لیکن جدید تعلیم یافتہ حضرات انکے مداح ہیں۔

سرسید احمد خاں پر بھی کفر کا فتویٰ ہے۔

میمن کانفرنس پر کفر کا فتویٰ ہے حالاں کہ آج ہمارے مسلک کے لئے بچارے میمن حضرات ہی دل وجان سے اپنی کثیر رقم خرچ کر رہے ہیں

قریش کانفرنس، انصاریوں کی کانفرنس پر بھی کفر کا فتویٰ ہے۔

غرض اب ان تمام کفر کے فتوؤں کو بند کر دینا چاہئے اور تجانب اہل السنہ جس میں یہ تمام فتاوے ہیں منسوخ قرار دے دینی چاہئے تا کہ معتدل ذہن کے لوگ مسلک امام احمد رضا کی طرف خوش دلی وخندہ جبینی کے ساتھ لپکیں۔

آج کل رضوی لٹریچر کی مانگ بڑھ رہی ہے، اس لئے اگر ہم نے اپنی تمام کتابوں سے ایسی تمام خامیوں کو دور کر دیا جن کی وجہ سے عوام ہمارے قریب نہیں آ پاتے تو وہابیوں دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے چنگل سے عوام ازاد ہو جائیں گے اور امام احمد رضا کے جھنڈے تلے متحد طور پر آ جائیں گے، یہی ملت مسلمہ کے اتحاد کی واحد راہ ہے۔

امید ہے کہ علمائے کرام اس سعی کو خندہ جبینی کے ساتھ قبول فرمائیں گے۔

اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ وانت الشھید ولک الحمد ، و صلی اللہ تعالیٰ وبارک و سلم علی شفیع المذنبین واله الطیبین، وصحبه المکرمین وابنه وحزبه ابدا لا بدین، آمین والحمد اللہ رب العلمین

ضروری اطلاع ہے کوئی صاحب طباعت مرتب تصحیح نہ فرمائیں۔

إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

الحمد للہ ان کی طباعت جس کی ہر سطر مرصع و ضاحت کی ہے تک کا پرہ جس کا پرہ یا گلے ہوئے
کا نشان ہر جگہ پر نقطہ صحیح پاکیزہ مزید من سے تمام تحقیق صوری و معنوی کا لحاظ کیے
سانچے میں ڈھلا ہوا تجر تحمید محبوب رب العزت کا کمال جوش و خروش ہے مدح و ثنا
سید عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مست رکھے اور بنانے والا سبحان اللہ یہ دیوان ہے
کی نظیر عالم میں مفقود سراپا محمود و مسعود

مسمّٰی بہ

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

حصہ سوم

مشتمل بر نعت شریف رسالے سرور فضائل و جلالت و اشواق المحققین مائدہ سوز خیر و علیہ
کاشف خبوء سقی طریق الوصول مشکلات ہر طریق طائفہ من مرجع الاتقیا آج کل کی مالک
مالدین شیخ الاسلام والمسلمین ابی حضرت مظہر البرکہ مجدد اعظم دین و ملت سلطان
سروری سنی حنفی قادری شاہ عبد المصطفیٰ محمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی
آل رسول بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔

مرتبہ

فقیر سگ مدینہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی
مجددی لکھنوی غفر اللہ لہ متعلم اعظم ریاست پٹیالہ

بفرمائش

مولانا مولوی حافظ قاری سید محمد نور الحق صاحب قادری برکاتی قاسمی رحمانی سنیت بنارسی
ہاشمی صاحبزادہ جناب صاحب قادری و جناب صاحبزادہ جناب مولوی ابو الخیر صاحب قادری برکاتی قاسمی رحمانی
صاحبزادہ جناب سید صاحب قادری برکاتی قاسمی نبیسی و جناب شیخ مصطفیٰ خاں صاحب قادری برکاتی
قاسمی رحمانی پٹیالہ مجدہم

مقام اشاعت اکتب خانہ اہلسنت۔ جامع مسجد۔ ریاست پٹیالہ

تعداد ۱۰۰۰۔ نمبر ۲۔ مرکزی جماعت اہلسنت ادارہ مشرقیہ۔ طبع اول۔ قیمت

انھیں کے واسطے شایاں ہے اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ	وہ جوش بحر مغیث دو جہاں کہ حد نہ کنار
ہوا ہے نشو و نما گلبن مجاز کے ساتھ	رہی ہے تا دمِ آخر حضوری صدیق
نہ چھوڑا بعد فنا بھی نبی کے قدموں کو	اور اُنکے دست بدست جناب روز شمار
اِسی چاروں خلیفہ کا صدقہ اِ منعمتَ علی	فضیل سید عالم قِنا عذاب النار

۹	مقطع منتخب لبنۂ ہرا	۱۴

قصیدہ در مناقب شریفہ ام المومنین حبیبۂ سید المرسلین حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آج فردوس میں کس کان حیا کے گرد	حکم سے سبزہ بیگانے کو باہر باہر
کچھ ہے تارنگ دسو ن مژگان سے گرے	آج آنکھوں میں ہے اک قبلی جبیں کے نگر
نہ اڑا دیتے آنکھ سے اپنی منت آج نگاہ	ہے یہ خود بینی خدا بینی کی جانب منجر
پتلی اندھار تناسب ہیں فلک سے شفاف	سات پردے ہیں نہ نش کے جل سکی تجھ پر
مردم دیدہ نظر بند ہیں اب کے عدا	پہرہ دیتا ہے دبالا سر ہر در پر
تھیں جو بے پردہ عنادل میں دسلع چمن	شرم سے لیتی ہیں دامان صبا اب منہ پر
چلمنیں چھوڑ دو پلکوں کی کہیں زالعد جلد	کہہ دو مردم کو کہ دلان نگہیں منہ پر
نیل دھل جائے گا آنکھوں کا فلک وار ہے	دا اگر یوں ہی رہی آج بھی چشم اختر
آنکھیں ہو جائینگی اے ماہ جبیں بعید بعید	چشم بد دور ہوا تو بھی بہت شوخ نظر
گرچہ دست ہوس دہر سے دامن ہے بری	مگر آواز ہر اک سے عروس حجلہ
روح معشوق بے غش بھی پہ بے دل نہیں	بد پائے مرے آغوش بدن میں لے کر
شوخ دیدہ کو رکھیں اہل حیا آنکھوں میں	نرگس از بس ہے پریشان نظری کی خوگر
خاک اوڑائی پھری آوارہ ہر دشت و چمن	اب حضوری کی ہوا سر میں ہے اے باد سحر

ے عجب بیباک نقطہ۔ جو بین کا اعتراض ہے پہنچتا ہے جو بن سے دل کی صورت۔ جامہ ہے بدن سے چسپاں

ندرت کثت معاف آنے سے کوثر تسنیم	حکم سرکار ہے او بندۂ فانی قمر
دشمنی آئنہ چرخ آئنہ پر تو کا ہجوم	سلسلۂ شجر ہیں نہ اشجار شجر
قم صیاد سے فارغ ہیں عنادل کہ پلا	سبزہ میں آئنہ ہے دام چھپایا کیونکر
عکس باہم سے عجب لطف صفائے بخشا	سبزہ میں لالہ و گل سبزۂ اوراق ثمر
یہ بنا تخت زمرد وہ بنا افسر لعل	واہ کیا سبزۂ و گل نے پہ دکھائے جوہر
حور و رضوان کے لئے شوق سے آنکھیں بیچیں	اسی سرکار کی مملوک ہے حوض کوثر

علیحدہ

تنگ و چست اُن کا لباس اور بدن کا عالم	مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ بھی پڑتا ہے جو بن مرے دل کی صورت	کہ تڑپتے ہوئے جاتے ہیں جا رہے جدھر
خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی	کہ چلا آتا ہے حسن اہل کی ہمت بڑھ کر
عاشق کس قصد سے اوٹھا تھا کہاں جا پہنچا	راہ نزدیک سے ہو جائے نصیب سفر
تن اقدس میں لباس آیۂ تطہیر کا ہو	سورۂ نور ہو سر پر کہ امان معجزہ
یا حبیبی کا تن پاک پہ ٹکڑوں جوڑا	کلینی کے در آویزۂ گوش اطہر
ہیں کہاں مانیں سرکار کی صنعت حرمت	کعبہ و مجرے کو برسیں پھولوں کا گہنا لیکر
جس قدس کے بیلے کا جبیں پر چھپکا	محسن اشرف کی چنبیلی سے مجھے کا زیور
باغ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن	آیۂ نور کا ماتھے پہ منور جھومر

علیحدہ

با فواتیر اسرا پردہ عفت در رفیع	جس میں بے اذن نہ ور روح قدس کو بھی گزر
بس کہ بر حضرت شہ دلیں نہیں وسعت جا	شش جہتوں سے بھی خالی ہے کنار اطہر

چند ہمکے حسن ابکی صورت۔ دیزہ الحفظ فاطرا سیروت شہ صریہ بنی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت تفضیلیہ
محروس ہوتے تب ان کی تبدیل کردی جائے۔